بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقش آغاز

بالآخر صدر پاکستان نے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کا اعلان کر دیا اور پوری قوم انتخا
ہنگاموں میں مصروف ہوگئی ان سطور کے چھپنے تک نتائج سامنے آچکے ہوں گے اور نئی اسمبلیاں تشکیل
چکی ہوں گی، انشاء اللہ۔ افسوس کہ پچھلے کئی سالوں میں اسلام کے نظام حکومت اور نظام انتخابات
بارہ میں صدر پاکستان کے واضح اعلانات نظریاتی کونسل اور انصاری کمیشن وغیرہ کی تمام سفارشات کو یک
بالائے طاق رکھ دیا گیا اور امیدوار کے لئے جن اسلامی شرائط، معیار اہلیت وغیرہ کی باتیں ہو رہی تھیں
وہ سب کچھ یکلخت پلیٹ کر بالائے طاق رکھ دی گئیں۔ اللہ تعالیٰ سامنے آنے والے ناموں میں بہتر
بہتر امیدواروں کو کامیاب فرمادے جو ملک کی نیا کو ساحل مراد ـــ نظام اسلام ـــ سے ہمکنار کرا سک
اس مرحلہ پہ بدقسمتی سے علماء کی تنظیموں نے جماعتی غیر جماعتی اور سیاسی، غیر سیاسی چکر میں الجھ کر اور
سے بڑھ کر باہمی خلفشار، فکری انتشار اور قوت فیصلہ کے فقدان کی وجہ سے میدان کو یکسر خالی چ
دیا اور منفی رجحان کے علمبردار لادینی جماعتوں کے دام تزویر میں بری طرح پھنس کر اقتدار کے ایوانو
دین کے لئے مؤثر اور بھرپور جنگ لڑنے کا موقعہ گنوا دیا ورنہ اسلام کے نام پہ صدر پاکستان کا ریفر
کرانا اور نفاذ اسلام کے لئے شبانہ روز شورا شوری کے ماحول اور پس منظر میں یہ ایک سنہری مو
تھا کہ علماء ایک بڑی تعداد میں اسمبلیوں میں پہنچ کر اپنی بھرپور قوت کا مظاہرہ اور سیاسی اہمیت
کی دھاک بٹھا دیتے۔ ان تفصیلات کو اگلی فرصت پہ چھوڑتے ہوئے سردست اتنا کہنا ضروری
کہ عند اللہ مسئولیت کے احساس دین کی سربلندی اور بالادستی کے جذبہ سے اور یہ کہ اگر جماعتی ج
ممکن نہ ہو تو انفراداً ہر شخص اپنے طور پر عند اللہ مکلف ہے۔

حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ نے بایں ہمہ ضعف و علالت قومی اسمبلی کے
کھڑا ہونا قبول کیا ہے اور یہ اس وجہ سے کہ ان کے حلقۂ انتخاب کی پچھلے پندرہ سال سے ان کی ذات
جو وابستگی ہے اور دین متین کے لئے جو بے مثال ایثار کے مظاہرے تحصیل نوشہرہ نے کئے ایسے
کو یکسر اغیار کے رحم و کرم پہ چھوڑ دینا دین کے حق میں مفید نہیں تھا جبکہ حلقہ کے مسلمانوں کے جذبات
بے حد مجروح ہوتے ـــ پھر ناچیز راقم الحروف کی بجائے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے حصہ لینے
صورت میں الیکشن کا عظیم الشان طوفانی مہم اور ذمہ داریوں سے نمٹنا اور اتنے قلیل وقت میں اس

۳

ہ کرنا خود اپنے لئے بھی اھون اور سہل سمجھتا رہا۔ اس سے بڑھکر یہ کہ قومی اسمبلی میں اس صورت
ی ہمدرد علماء واکابر کی تعداد آنے کی توقع بہت کم ہے۔ دینی نقطۂ نظر سے یہی ضروری سمجھا گیا کہ حضرت
ں کی شکل میں ایک نہایت، مؤثر، زوردار آواز مسلمانوں کے معتمد علماء کی محبوب شخصیت کی صورت
سمبلی میں پہنچ جائے تاکہ حکومت کے اب تک کئے گئے اسلامی نظام کے نفاذ کے وعدوں کی
ل کرانے کی جدوجہد زیادہ بھرپور اور مؤثر ثابت ہوسکے اور کیا عجب کہ حق تعالیٰ اس فیصلہ کن موڑ پر قومی
مبلی میں علماء حق کے اس بوڑھے جرنیل اور قافلۂ اہل حق کے اس عظیم سالار سے نظام اسلام کے نفاذ اور
ل میں کوئی نہایت اہم اور بھرپور کام لے لے وما ذلک علی اللہ بعزیز جس کام کا آغاز اکابر رفقاء
ساتھ قومی اسمبلی میں آپ نے ۱۹۷۰ء کے بعد شروع فرمایا تھا۔ کیا عجب اب اسکی تکمیل میں بھی مولانا
مدانہ کردار بانے والے اکابر مولانا مفتی محمود، مولانا ہزاروی اور دیگر مرحومین کی ارواح طیبہ کی خوشنودی
آسودگی کا ذریعہ بن جائے۔ من المومنین رجال صدقوا ما عاھدو اللہ علیہ فمنھم من
ی نحبہ ومنھم من ینتظر۔

پچھلے چند ہفتوں میں کئی علمی و دینی شخصیتوں نے ملت کو داغ مفارقت دی۔ تحفظ ختم نبوت
ایک نڈر اور انتھک "سپاہی" جو درحقیقت اپنے کاروان کے جرنیل تھے مگر اخلاص وللہیت
پنے مشن میں انہماک اور محویت کی وجہ سے اپنے آپ کو سپاہی کے طور پر رکھتے۔ حضرت مولانا
یف جالندھری — انتقال فرماگئے، وہ تحریک ختم نبوت کے صف اول کے مجاہد تھے، ان کی
ے ناموس ختم نبوت کیلئے تگ و دو، سوز و ساز اور فکر و عمل میں فنا ہوچکی تھی یہی ان کا اوڑھنا بچھونا
تحریک ختم نبوت کی بنیادوں میں ان کی زندگی تحلیل ہوچکی تھی جس پر شوکت و سطوت کی بلڈنگیں تعمیر ہوگئیں
بین نظریں عمارت کی رعنائی پر تو جاتی ہیں اور مضبوط و مستحکم بنیادوں پر کم ہی نگاہ پڑتی ہے۔ مگر انہوں نے
ں ایسا کرنا چاہا کہ اجر و صلہ کی ساری متاع تاجدار ختم نبوتؐ سے شفاعت عظمیٰ کی شکل میں اس جہاں
سکیں جہاں کی ہر چیز لافانی ہوگی، ختم نبوت کی اشاعت قادیانی دجل و تلبیس کا تعاقب اور مجلس ختم نبوت
یئے وسائل کی فراہمی، قادیانی شر انگیزیوں کا تدارک، مقدمات ختم نبوت کی پیروی، آئینی و قانونی تحفظات
یئے تگ و دو اس راہ میں علماء کی منت و سماجت، مشائخ و زعماء کی قدم بوسی حکام کی خوشامد،
تا سندانوں کی منت پذیری ان تمام باتوں کو عار نہیں بلکہ شمع رسالت کا یہ پروانہ یہ سب کچھ اپنے